حقیقی اسلام

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

حقیقی اسلام

(فرمودہ 29 اگست 1953ء بمقام بیچ لگثری (BEACH LUXURY) ہوٹل کراچی)
(غیر مطبوعہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''اسلام کا لفظ قرآن کریم میں صرف اُس دین کے لئے نہیں بولا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہؤا تھا بلکہ آپ سے پہلے جو ادیان گزرے ہیں اُن کے اتباع کو بھی یا اُن کے سچّے اتباع کو بھی خدا تعالیٰ نے مسلم کے نام سے یاد فرمایا ہے اور یہ اتباع کسی قلیل زمانہ کے لئے نہیں تھے بلکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے یا بعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان لاتے رہے اُن کے متعلق بھی قرآن کریم یہی فیصلہ فرماتا ہے کہ وہ مسلم تھے۔ قرآن کریم کے اس محاورہ سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جہاں تک ایک قومی اصطلاح کا سوال ہے اسلام کا لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے، قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے، حشر و نشر پر ایمان لاتا ہے، تقدیر پر ایمان لاتا ہے ایسا انسان مسلم ہے۔ لیکن آگے ایک فرق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان تو آپ کی بعثت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ جو لوگ آپ سے پہلے گزرے ہیں اور جو آپ کا نام تک بھی نہیں جانتے تھے وہ مسلم کس طرح کہلائے؟ ہمارا عقیدہ مسیحیوں کی طرح یہ نہیں ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو لوگ تھے وہ بھی آپ پر ایمان لائے ہوئے تھے یہ صرف مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے جتنے انبیاء گزرے ہیں وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔

مجھے ایک دفعہ ایک بڑے پادری سے جو ایک مذہبی کالج کا پرنسپل تھا بحث کرنے کا موقع ملا۔ میں نے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک کوئی شخص کفارہ پر ایمان لائے بغیر نجات حاصل نہیں کر سکتا اور کفارہ کا مسئلہ صرف اُنیس سو سال سے جاری ہوا ہے اس سے ہزاروں سال پہلے مذہبی روایات کے مطابق دنیا بس رہی تھی اور کروڑوں بلکہ اربوں سال پہلے سائنس کی تحقیق کے مطابق بس رہی تھی اتنے سال تک دنیا نے کس سے نجات حاصل کی؟ یا تو تم یہ کہو کہ انہوں نے نجات حاصل نہیں کی اس صورت میں آدم علیہ السلام بھی اور نوح علیہ السلام بھی اور ابراہیم علیہ السلام بھی اور زکریا علیہ السلام بھی اور حزقیلؑ بھی جن کا بائبل میں ذکر آتا ہے سب کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ وہ نعوذ باللہ نجات یافتہ نہیں تھے۔ اور اگر وہ نجات یافتہ تھے تو ماننا پڑے گا کہ نجات بغیر مسیح کے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس پر اُس نے تعجب سے کہا کہ کون کہتا ہے وہ مسیح پر ایمان لائے بغیر نجات پاگئے وہ سارے کے سارے مسیح پر ایمان رکھتے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ بائبل کی وہ کون سی آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے صرف قیاس سے تو ایسی بات نہیں کہی جا سکتی۔

میں نے کہا کہ اگر اُن کا ایمان لانا ضروری تھا تو مسیح کو آدم کے زمانہ میں کیوں نہ بھیجا گیا اور اتنے لمبے انتظار کے بعد کیوں مبعوث کیا گیا؟ اُس نے کہا کہ چونکہ دنیا کے دماغ ابھی اتنے ترقی یافتہ نہیں تھے کہ وہ کفارہ کا مسئلہ سمجھ سکیں اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ابتداء میں نہ بھیجا بلکہ اُس وقت بھیجا جب وہ اس مسئلہ کو سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ میں نے کہا کہ جب وہ اس مسئلہ کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے تو انہوں نے نجات کس طرح پائی؟ اور اگر وہ سمجھ سکتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو پہلے کیوں نہ بھیجا؟ غرض مسیحیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء بھی حضرت مسیحؑ پر ایمان رکھتے تھے

لیکن مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں۔بے شک قرآن کریم میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ عیلہ وسلم کی بعثت کی خبر پُرانے انبیاء سے ملتی چلی آئی ہے مگر یہ محض اجمالی خبر ہوتی ہے کہ ایک نبی آئے گا۔یہ نہیں ہوتا کہ خبر دینے والا آنے والے نبی کی نبوت پر بھی ایمان لے آتا ہو۔مگر قرآن کریم نے اُن تمام قسم کے انبیاء اوراُن کی جماعتوں کو مسلم قراد دیاہے۔

پس معلوم ہؤا کہ مسلم کی دو قسمیں ہیں۔ایک اُس شخص کے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہے اور دوسرے لفظ مسلم کے جو معنے ہیں اُن معنوں کا جس شخص پر اطلاق ہو گا وہ قرآنی اصطلاح میں مسلم قرار پائے گا۔مسلم کے معنے ہیں مطیع، فرمانبردار اور خدا تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والا اب چاہے وہ اُس تعلیم کو مانے جو مسیحؑ پر نازل ہوئی تھی چاہے وہ اس تعلیم کو مانے جو داودؑ پر نازل ہوئی تھی اور چاہے وہ اس تعلیم کو مانے جو ابراہیمؑ پر نازل ہوئی تھی۔وہ مسلم قرار پائے گا ان معنوں میں کہ وہ خدائی احکام کا کامل فرمانبردار ہے۔پس نوحؑ کے زمانے میں اس کے یہ معنے تھے کہ خدا کا کلام جو نوحؑ پر نازل ہؤا اُس کی جس شخص نے اتباع اور فرمانبرداری کی وہ مسلم ہے۔اور ابراہیمؑ کے زمانہ میں اس کے یہ معنے تھے کہ جو شخص ابراہیمؑ کے احکام کو مانتا ہے وہ مسلم ہے اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے زمانہ میں اس کے یہ معنے تھے کہ جو شخص موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے احکام کو تسلیم کرتا ہے وہ مسلم ہے۔ لیکن اِس زمانہ میں ایک تو مسلم نام ہو گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کی وجہ سے۔ گو ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے اندر اسلام کی حقیقت نہ پائی جاتی ہو جیسے بعض لوگوں کا نام حاتم خان رکھ دیا جاتا ہے لیکن وہ ہوتے بخیل ہیں۔یا عبد الرحمن نام رکھ دیا جاتا ہے لیکن وہ ہوتے شیطان کے غلام ہیں۔ اور ایک مسلم نام ہو گا اُس کی حقیقت کے لحاظ سے۔یعنی ایک تو نام کا اسلام ہو گا جیسے بعض لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں، بعض یہودی کہتے ہیں اِسی طرح ہم اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں۔ لیکن ایک وہ تعریف ہے جس کے ماتحت عیسیٰؑ کے ماننے والے مسلم کہلائے یا موسیٰؑ کے ماننے والے مسلم کہلائے یا ابراہیمؑ کے ماننے والے مسلم کہلائے یعنی

ہم محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کی پوری اطاعت کریں۔ گویا ہماری فضیلت یہ ہے کہ ہم دہرے مسلم ہیں۔ ایک اس لحاظ سے جس لحاظ سے سارے انبیاء کی جماعتیں مسلم قرار پائیں اور ایک اس لحاظ سے کہ ہماری قوم کا نام بھی مسلم رکھ دیا گیا ہے۔[1] بے شک یہ نام ایک تفاول کے طور پر رکھا گیا ہے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کا نام رکھ دیتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک زائد بات یہ ہے کہ ماں باپ نام رکھتے ہیں تو اپنے بچوں میں ویسی صفات پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے بچے کا نام بہادر خان رکھتے ہیں لیکن وہ اتنا بزدل ہوتا ہے کہ ایک چوہے سے بھی ڈر جاتا ہے۔ وہ اپنے بچے کا نام حاتم خان رکھتے ہیں لیکن وہ ہوتا سخت بخیل ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کا نام رکھتا ہے تو چونکہ خدا تعالیٰ میں طاقت ہے کہ وہ ویسی ہی صفات پیدا کر دے اس لئے وہ صرف تفاؤل ہی نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی ارادہ ہوتا ہے کہ اسے اس نام کا مستحق بنا دے۔

پس ہمارا نام جو مسلم رکھا گیا ہے یہ ہے تو ایک نام ہی لیکن اس میں یہ وعدہ بھی پوشیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے اگر کوشش کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ پس ''حقیقی اسلام'' کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے اندر یہ روح پیدا ہو جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کو سن کر ان کی اطاعت کریں اور کامل فرمانبرداری کا مظاہرہ کریں۔ یوں تو ہر شخص جو مسلمان کہلاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **اَلْوَلَدُ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ** ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے آگے اُس کے ماں باپ اُسے سکھا کر یہودی بنا دیتے ہیں یا اگر ماں باپ عیسائی ہوں تو وہ اسے عیسائی بنا دیتے ہیں یا مجوسی ہوں تو وہ اسے مجوسی بنا دیتے ہیں[2] لیکن پیدائشی لحاظ سے وہ فطرت صحیحہ لے کر ہی پیدا ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا خوف اور اُس کی محبت کا مادہ اس کے دل میں ہوتا ہے۔

غرض ترقی کرنے کے جس قدر سامان ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مہیا فرما دیئے ہیں۔ ایک طرف اُس نے ہر بچہ کو فطرت صحیحہ دے کر پیدا کیا اور دوسری طرف اُس نے مسلمانوں کا ایسا ماحول بنا دیا اور دین کو اُن کے سامنے ایسے رنگ میں رکھا

کہ اگر وہ چاہیں تو آسانی سے اس کی اتباع کر کے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بن سکتے ہیں۔ مثلاً پہلی چیز تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فیصلہ کیا کہ امت محمدیہ میں شامل ہونے والے افراد مسلمان کہلائیں گے جس کے معنے یہ تھے کہ وہ جب چاہیں گے حقیقی مسلمان بن سکیں گے۔ تو اس کے لئے ایک سامان تو اس نے یہ پیدا کیا کہ اس نے قرآن کریم کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ عیسائیت کے متعلق خود عیسائیوں کی لکھی ہوئی سینکڑوں کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں اُنہوں نے تسلیم کیا ہے کہ انجیل ایک محرف و مبدل کتاب ہے لیکن قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کے متعلق اسلام کے شدید ترین دشمن بھی مانتے ہیں کہ جس رنگ میں اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا بعینہٖ اسی رنگ میں یہ کتاب آج بھی موجود ہے۔ سر ولیم میور جیسا شدید دشمن اسلام قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ اور بات ہے کہ ہم اسے جھوٹا سمجھتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ ہم اس کتاب کے لانے والے کے متعلق کہتے ہیں کہ اس نے اپنی طرف سے یہ باتیں پیش کی ہیں لیکن اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ جس صورت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے قرآن کریم پیش کیا تھا اُسی صورت میں وہ آج بھی موجود ہے۔[3] آخر دشمن تو یہی کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ساری باتیں اپنی طرف سے بنا کر پیش کی ہیں لیکن ہمارے لئے یہ کتنا شاندار سرٹیفکیٹ ہے کہ جس شکل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اُسی شکل میں وہ آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ قرآن کے متعلق یہ الفاظ کہتے ہیں لیکن انجیل کے متعلق نہیں کہتے بلکہ بعض عیسائی کہتے ہیں کہ ہمیں حسرت ہے کہ کاش! ہم انجیل کے متعلق بھی ویسی بات کہہ سکتے جو ہم قرآن کریم کے متعلق کہتے ہیں۔ اب یہ کتنی بڑی فضیلت اور برتری کی بات ہے۔ ہر پڑھا لکھا عیسائی جب انجیل پڑھتا ہے تو اُس کے دل میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح نے یہی بات کہی تھی یا کچھ اَور کہا تھا لیکن قرآن کریم کا پڑھنے والا شروع سے آخر تک یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ اُسی شکل میں ہے جس شکل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان مرتد ہو جائے لیکن جب تک وہ قرآن کریم کو مانتا ہے وہ قرآن کریم کے صحیح ہونے میں شبہ نہیں کر سکتا۔

بعض فرقے مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے کچھ حصے غائب ہیں لیکن اُن میں سے بھی یہ کوئی نہیں مانتا کہ جو قرآن کریم موجود ہے اس میں بعض حصے غلط ہیں لیکن عیسائیت تو یہ کہتی ہے کہ جو چیز موجود ہے اس میں بھی کئی آئتیں غلط ہیں۔ چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے جب اعتراضات کئے گئے تو کئی آیات عیسائیوں نے انجیل میں سے نکال ڈالیں بلکہ اب امریکہ میں ایک نئی بائیبل شائع ہوئی ہے جس میں سے وہ تمام آیات انہوں نے نکال دی ہیں جن پر ہماری طرف سے اعترض کیا جاتا تھا اور لکھا ہے کہ یہ بعد میں بعض مفسرین نے زائد کر دی تھیں اصل نسخوں میں یہ آیات نہیں پائی جاتیں۔ ہم کہتے ہیں کہ خواہ کچھ کہو۔ بہر حال فتح ہماری ہے کیونکہ تمہیں آج پتہ لگا کہ یہ آیتیں غلط ہیں لیکن ہمیں قرآن کریم کی روشنی میں پہلے ہی پتہ لگ گیا تھا کہ یہ غلط ہیں۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو عمل کے لئے آسان بنا دیا ہے۔[4] اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کی عقل اور اس کے فہم اور اس کی فراست کو صدمہ پہنچانے والی ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی آیت کے معنے نہ سمجھے یا غلط مفہوم سمجھ کر شکوک میں مبتلا ہو جائے لیکن جب بھی وہ کسی واقف شخص کے پاس جائے گا اسے پتہ لگ جائے گا کہ غلطی میری ہی تھی قرآن کریم میں کوئی غلطی نہیں۔ نولڈکے جرمن مستشرق اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ترتیب نہیں، اس کی آیات مضمون کے لحاظ سے بالکل بے جوڑ ہیں لیکن آخری عمر میں پہنچ کر وہ لکھتا ہے کہ میں نے قرآن کریم کی ترتیب کے متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ غلط تھی میں نے جب قرآن کریم کا گہرا مطالعہ کیا تو مجھے اس میں بڑی زبردست ترتیب نظر آئی۔ یہ محض ہماری ناواقفیت ہے کہ ہم اپنی ناسمجھی کی وجہ سے قرآن کریم پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی کتاب عطا فرمائی ہے جس نے

غیروں سے بھی خراج تحسین حاصل کیا ہے اور جس پر عمل بڑا آسان ہے۔

پس حقیقی اسلام کے یہ معنے نہیں کہ ہم سنی ہیں یا ہم خارجی ہیں۔ حقیقی اسلام کے یہ معنے نہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں۔ حقیقی اسلام کے یہ معنے نہیں کہ ہم شافعی یا حنفی ہیں یا کسی اَور گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقی اسلام کے یہ معنے ہیں کہ ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانبردار رہیں گے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم کی اطاعت کریں گے کیونکہ اسلام کے معنے اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں۔ بیشک ہر وہ شخص جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گیا اپنے نام کے لحاظ سے مسلم ہے چاہے وہ سنی ہو ، شیعہ ہو، چکڑالوی ہو، اہل حدیث ہو لیکن جہاں تک حقیقتِ اسلامی کا سوال ہے ہم اُس وقت مسلم کہلا سکتے ہیں جب ہمارے اندر خدائی احکام پر عمل کرنے کی روح موجود ہو۔ جیسے قرآن کریم نے ابراہیمؑ پر ایمان لانے والوں کو بھی مسلمان کہا۔ موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں کو بھی مسلمان کہا حالانکہ ان کے سامنے قرآن نہیں تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کا یہ فیصلہ کہ ہم خداتعالیٰ کی اطاعت کریں گے اس سپرٹ کا نام اسلام ہے۔ جب یہ سپرٹ پیدا ہو جائے تو چاہے وہ دوسروں سے کتنا ہی اختلاف رکھتا ہو وہ مسلمان ہے کیونکہ اس نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ میں خداتعالیٰ کے سوا اور کسی کے آگے اپنا سر نہیں جھکاؤں گا۔

صحابہؓ نے جب ایران پر حملہ کیا تو ایرانی بادشاہ نے سوچا کہ یہ عرب ذلیل اور ادنیٰ قسم کے لوگ ہیں اگر ان کو کچھ لالچ دے دیا جائے تو یہ واپس چلے جائیں گے۔ چنانچہ اس نے اسلامی کمانڈر کو لکھا کہ میں آپ لوگوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں آپ اپنے نمائندے میری ملاقات کے لئے بھجوادیں۔ اُس نے چند صحابہؓ کو بھجوادیا۔ وہ وہاں پہنچے تو لوگ تو بادشاہوں کے سامنے سر جھکانے کے عادی ہوتے ہیں مسلمان خداتعالیٰ کے سوا اور کسی کے آگے اپنا سر نیچا ہی نہیں کرتے تھے وہ ملاقات کے لئے گئے تو دربار کے قالینوں پر اپنے نیزے مارتے ہوئے اندر گھس گئے اور جاتے ہی **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ** کہا۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کیسے لوگ ہیں مگر بہرحال چونکہ اس نے خود بلایا تھا اِس لئے اُس نے

انہیں بٹھایا اور کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ تم لوگ گوہیں کھانے والے مہذب دنیا کی غذاؤں سے ناآشنا، شادی بیاہ کے قوانین سے ناواقف بالکل اجڈ اور جاہل لوگ ہو۔ تم باپ کے مرنے کے بعد ماؤں کو ورثہ میں لے لیتے ہو، تمہارا جہاں بانی اور حکمرانی سے کیا واسطہ۔ میں نے تمہاری غربت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک سپاہی کو ایک ایک اشرفی اور ہر افسر کو دو دو اشرفیاں دے دوں۔ بس تم یہ روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ اُس نے ان کی کیا حیثیت سمجھی تھی۔ ایک چھوٹی سے چھوٹی ریاست بھی یہ پیشکش نہیں کر سکتی کہ ہر سپاہی کو پونے دس روپے اور افسر کو بیس روپے دے دیئے جائیں اور ان سے غداری کروائی جائے۔ اگر آج کسی لیفٹیننٹ کے پاس کوئی شخص جائے اور اسے کہے کہ بیس روپے لے لو اور فلاں کی غداری کرو تو وہ اسے تھپڑ مارے گا۔ اس لئے نہیں کہ وہ غداری نہیں کر سکتا بلکہ اس لئے کہ کیا تم نے مجھے ایسا ہی ذلیل سمجھا ہے کہ میں بیس روپے کے بدلے غداری کا ارتکاب کر لوں گا۔ مگر اس نے اسلامی لشکر کے سامنے یہی پیشکش کی۔ صحابہؓ نے اس کی یہ بات سنی تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ فرمارہے ہیں درست ہے۔ ہماری حالت ویسی ہی تھی جیسا کہ ابھی آپ نے ذکر کیا ہے ہم اس سے انکار نہیں کرتے لیکن اب خدا تعالیٰ نے ہم میں ایک نبی بھیج دیا ہے اور ہماری حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اب خدا کا وعدہ ہے کہ ظلم اور فساد کو دنیا سے مٹایا جائے گا۔ پس جب تک ظلم اور فساد قائم ہے ہم لڑیں گے اور اُس وقت تک لڑتے چلے جائیں گے جب تک خدائی حکومت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی۔ بادشاہ کو اس جواب پر غصہ آیا اور اُس نے حکم دیا کہ ایک مٹی کا بورا بھر کر لاؤ اور اُن کے افسر کے سر پر رکھ دو۔ گویا جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ "تیرے سِر تے کھہ" یعنی تیرے سر پر خاک پڑے۔ اِسی طرح اُس نے کہا کہ اب تمہارے سروں پر خاک ڈالی جاتی ہے۔ جاؤ جو کچھ تم نے کرنا ہے کر لو۔ اس صحابیؓ نے بڑے آرام سے اپنا سر جھکایا اور مٹی کا بورا اپنے سر پر اٹھا کر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو ایران کے بادشاہ نے خود اپنے ملک کی مٹی ہمارے حوالے کر دی ہے اور یہ کہتے ہوئے وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور

تیزی کے ساتھ نکل آئے۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو اُس نے کہا ان لوگوں کو کسی طرح پکڑو اور ان سے یہ مٹی واپس لو مگر وہ اُس وقت تک گھوڑے دوڑاتے ہوئے کہیں کے کہیں نکل چکے تھے۔[5]

یہ ہے اسلام کی صحیح سپرٹ۔ وہ لوگ خدا کے سوا اور کسی کو نہیں جانتے تھے اور اسی کی بادشاہت زمین اور آسمان میں تسلیم کرتے تھے۔ مسیح ناصریؑ صرف اِس نکتہ تک پہنچا کہ آسمان پر تو خدا کی بادشاہت ہے لیکن زمین پر ابھی اس کی بادشاہت قائم نہیں ہوئی۔ چنانچہ اُس نے اپنے حواریوں کو یہ دعا سکھلائی کہ اے خدا! جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی آئے[6] لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ جس طرح اس کی بادشاہت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی ہے۔ اس سے دونوں نبیوں کی شان اور رفعت کا کیسا امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔ مسیح نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین پر آسکتی ہے لیکن ابھی نہیں آئی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی موجود ہے[7] بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی بادشاہت کے سوا اور کسی کی بادشاہت ہے ہی نہیں۔ یہ چیز ایسی تھی جس نے صحابہؓ کو بالکل نڈر بنا دیا تھا کیونکہ جب کوئی شخص صرف خدا کو اپنا بادشاہ مانے گا تو وہ کسی اور سے ڈرے گا کیوں؟ اسے تو ہر چیز مٹی کا بت نظر آئے گی۔ چاہے اسے حکم دینے والا جرنیل ہو کرنیل ہو یا کوئی اَور ہو۔ وہ کہے گا کہ میرا خدا میرا حاکم ہے اور وہ میرے ساتھ ہے۔ اسی روح اور اس جذبے کا نام حقیقی اسلام ہے۔ حقیقی اسلام فقہ کی ان باریکیوں کا نام نہیں جو کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ حقیقی اسلام اس تفصیل کا نام نہیں جو حدیثوں میں موجود ہے۔ حقیقی اسلام اس تشریح کا نام نہیں جو علم الکلام والوں نے کی ہے۔ حقیقی اسلام اس سپرٹ کا نام ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اپنے دل پر قائم کرلے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے اور اللہ کو زندہ اور قادر وتوانا خدا سمجھے۔ اگر یہ بات نہیں تو نوح علیہ السلام کے ماننے والے کس طرح مسلم کہلائے، ابراہیم علیہ السلام کے ماننے والے کس طرح مسلم کہلائے۔ ان کے سامنے

نہ قرآن تھا، نہ حدیث تھی مگر پھر بھی وہ مسلم تھے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اُنہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ جو کچھ خدا کہے گا وہ ہم نے کرنا ہے۔ اور جب کوئی قوم یہ فیصلہ کر لیتی ہے کہ میں نے وہی کچھ کرنا ہے جو خدا کہے گا اس کے دل میں خدا آکر بس جاتا ہے۔ اور جس کے دل میں خدا بس جائے اسے دنیا کی کوئی قوم مٹانے کی طاقت نہیں رکھتی کیونکہ جو اُس پر حملہ کرتا ہے وہ خدا پر حملہ کرتا ہے اور خدا کو مارنے کی کسی میں طاقت نہیں۔

بہرحال میں دوستوں کو مختصراً اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ایک نام تو خدا تعالیٰ نے بخش دیا ہے اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں۔ جس دن آپ کے باپ دادا آج سے ہزار یا نو سَو سال پہلے مسلمان ہوئے تھے اُسی دن آپ کو یہ نام مل گیا تھا لیکن اس نام کے باوجود جیسا کہ آپ لوگ خود جانتے ہیں کئی دوست جب علیحدہ اپنے دوستوں میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں اِس دنیا کا کوئی خدا نہیں، کئی قیامت کا انکار کر دیتے ہیں، کئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق اپنے شکوک کا اظہار کرتے ہیں لیکن پھر اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

میں جب حج کے لئے گیا تو دو مسلمان اور ہندو بیرسٹر بھی اس جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ وہ تینوں سارا دن خدا اور مذہب پر ہنسی اُڑاتے رہتے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں ہندو بیرسٹر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی کا لفظ کہہ دیا۔ اِس پر ان دونوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور انہوں نے کہا خبردار! آئندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ میں چونکہ روزانہ ان کے اعتراضات کا تختۂ مشق بنا رہتا تھا اِس لئے میں نے ہنس کر کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا تعالیٰ کے نائب تھے۔ آپ تو خدا تعالیٰ کے وجود کے ہی قائل نہیں۔ اگر اس دنیا کا کوئی خدا نہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں سے آ گئے؟ وہ کہنے لگے ٹھیک ہے ہم خدا کو نہیں مانتے لیکن ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی کا لفظ نہیں سن سکتے۔

اِسی طرح 1924ء میں جب مَیں یورپ گیا تو ایک انگریز دہریہ مجھ سے ملنے

کے لئے آیا اور مذہب پر گفتگو شروع ہوئی۔ باتیں کرتے کرتے اس نے اچانک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے دی۔ میری عادت ہے کہ میں مخالف سے ہمیشہ تحمل اور نرمی کے ساتھ گفتگو کیا کرتا ہوں کیونکہ اگر ہم نرمی سے کام نہ لیں تو ہم تبلیغ نہیں کرسکتے۔ اسی رنگ میں مَیں بھی اس سے محبت کے ساتھ باتیں کر رہا تھا مگر اس نے بغیر اس کے کہ میری طرف سے کوئی سختی ہوتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے دی۔ اس پر جواب دیتے وقت میں نے اُلٹ کر وہی بات مسیح علیہ السلام کے متعلق کہہ دی۔ یہ سنتے ہی اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور اس نے کہا مسیح کا اس سے کیا تعلق ہے؟ میں نے کہا تم خدا کے متعلق بحث کر رہے تھے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ذکر تھا کہ تم نے انہیں بُرا بھلا کہہ دیا۔ اب جب بھی تم بُرے طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لوگے مَیں وہی بات تمہارے مسیح کے متعلق کہوں گا۔"

(از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

1: هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج: 79)

2: بخاری کتاب الجنائز باب مَا قِیْلَ فی اَوْلَادِ الْمُشْرِکِیْنَ میں "کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ....." کے الفاظ آئے ہیں۔

3: The Life of Mahomet BX William Muir P. 559 Published in London 1877.

4: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر: 31)

5: تاریخ طبری جلد 4 صفحہ 322 تا 325 مطبوعہ بیروت 1987ء

6: متی باب 6 آیت 9، 10

7: اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (التوبۃ: 116)